قبل از بعثت پیغمبر اسلام کے دیگر مذاہب کے ساتھ سماجی تعلقات

The Social Relations of the Holy Prophet with other Religions before Prophecy

* ارشاداللہ

** ڈاکٹر حافظ عبدالمجید

Abstract

Human life divulge in society in its magnificence. Holy Prophet's modest life is a precious treasure for humanity. For composing a better human society, his sacred life is prove to be an ointment for welfare of every one. Its pleasant and light fragrance, fragrant the human chamber over and over again. Before prophet hood the Holy Prophet's social life is a best example of perfect human life. In the light of his good morality, the human society should be illuminates of every round and religion. Equality, assimilation and justice are necessary according to composite a better human society. Holy Prophet's set the noble examples of equality and justice. He always support the oppressed and help the needy. Before prophet hood there lived people of different religions in Arabia,but Hazrat Muhammad (S.A.W) established moral, social, economical and political relations and interactions to the entire communities without any distinction. Hazrat Muhammad (S.A.W) put his best role into the matters of the followers of other religions. When in Makkah an oppressed person complained, Hazrat Muhammad (S.A.W) also took stand with some other people in this regard. He

* پی ایچ۔ڈی سکالر شعبہ علوم اسلامیہ و عربی گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان irshadullah7850@gmail.com

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ و عربی گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان drhafizabdulmajed@gmail.com

was sent as mercy generally for the entire world and especially for Arabs even before his prophet hood. In this article Hazrat Muhammad's (S.A.W) before prophet hood interactions and relations are being discussed with the believers of other religions.

Keywords: Social, Relations, Holy Prophet, Religions, Prophecy

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سماجی زندگی ایسے نقوش اور خطوط پر قائم ہے، جن پر ہم اپنے موجودہ سماج کو استوار کرکے زندگی کو خوشگوار بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی کو کامل و اکمل اور بہترین نمونہ بنایا ہے۔ ہمارا سماج آج جن چیلنجوں کا سامنا کر رہا ہے اور افراط و تفریط کی جن پریشانیوں سے دوچار ہے، ان کی نشاندہی کرکے ہر مسئلہ پر اگر ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے روشنی لینا چاہیں تو یہ بات بلا خوف تردد کہی جائے گی کہ محسن انسانیت کی جامع سماجی زندگی نے اپنے وسیع دامن میں ان تمام مسائل کا حل سمیٹ رکھا ہے، اور حل بھی ایسا عادلانہ، منصفانہ، معقول و معتدل کہ اس سے بہتر کوئی دوسرا حل نہیں ہو سکتا۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعد از بعثت زندگی مشعل راہ اور باعث نجات ہے، وہاں قبل از بعثت حیات طیبہ بھی مکمل اور بہترین نمونہ ہے۔ قبل از بعثت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیگر مذاہب کے ساتھ سماجی تعلقات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کی روشنی میں موجودہ دور میں دیگر مذاہب عالم کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

جزیرہ نمائے عرب براعظم ایشاء کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اس کے مشرق میں خلیج فارس اور خلیج عمان واقع ہیں۔ مغرب میں بحیرہ قلزم اور جنوب میں خلیج عدن اور بحیرہ عرب ہیں۔ علمائے جغرافیہ نے طبعی لحاظ سے جزیرہ نمائے عرب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ 1۔ تہامہ 2۔ عروض 3۔ نجد 4۔ یمن ۔ 5 حجاز۔[1]

عرب کا مجموعی رقبہ دس لاکھ مربع میل ہے۔ اس صحرائی ملک کا عرض سات سو سے بارہ سو میل تک ہے اور آبادی ساٹھ ستر لاکھ کے قریب ہے۔ جس میں سے دس لاکھ افراد حجاز میں بستے ہیں۔[2]

[1]۔ جواد علی (الدکتور)، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام (دار الساقی، ۱۴۲۲ھ)، ۱/۱۶۷

[2]۔ انصاری، محمد لطیف، اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ (لاہور: افتخار بک ڈپو، ۱۹۶۹ء)، ۱/۱۰

مذاہب عرب کا تعارف:

ظہور اسلام سے قبل صرف اہل عرب ہی نہیں بلکہ پوری دنیا تہذیبی، اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کا شکار تھی۔اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہودی اور عیسائی اپنی مذہبی کتابوں میں تحریف کے مرتکب ہو چکے تھے اور شریعت کے وضع کردہ اصول و قوانین کی جگہ ایسے خود ساختہ نظریات و عقائد کو اپنا لیا تھا جو ان کے مزاج اور طبیعت کے لئے موزوں تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ اصل دین اور حقیقی قانون الٰہی کی صورت مسخ ہو کر رہ گئی۔ عوام الناس اپنے علماء کی اندھی تقلید میں جاہلانہ رسومات کے دام فریب میں الجھتے چلے گئے۔ دین اسلام سے پہلے جزیرہ میں مندرجہ ذیل مذاہب موجود تھے۔

شرک و بت پرستی:

عام باشندگان عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں دین ابراہیمی کے پیروکار بن گئے تھے۔اس لئے وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے تھے اور توحید پر کاربند تھے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے خدائی درس و نصیحت کو بھلا دیا۔

عرب میں بت پرستی کا بانی عمرو بن لحیی تھا۔ عمرو سے پہلے بنی جرہم کعبہ کے متولی تھے۔ عمرو بن لحیی نے بنی جرہم کے ساتھ جنگ کی اور انہیں مکہ سے جلاوطن کر دیا اور خود حرم کا متولی بن بیٹھا۔ایک دفعہ کسی سنگین مرض میں مبتلا ہوا تو کسی نے اسے بتایا کہ ملک شام بلقاء کے مقام پر ایک گرم پانی کا چشمہ ہے اگر تم وہاں جا کر اس پانی سے غسل کرو تو شفا یاب ہو جاؤ گے یہ بلقاء پہنچا اس چشمہ کے پانی سے غسل کیا تو صحت یاب ہو گیا۔ وہاں کے باشندوں کو اس نے دیکھا کہ وہ بتوں کے پرستش کرتے ہیں۔ اُن سے متاثر ہوئے اور اپنے لیے ایک بت مانگ لیا تو انہوں نے تحفہ میں ہبل نامی بت دے دیا۔ وہ اسے لے کر مکہ آیا اور اسے خانہ کعبہ میں نصب کر دیا، کعبہ چونکہ عرب کا مرکز تھا اس لیے تمام قبائل میں بت پرستی کا رواج ہو گیا۔[3]

[3] ۔جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ۱۴/۷

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک جن عمرو بن لحیی کے تابع تھا یا اس کا ساتھی تھا۔ اس نے جدہ میں مدفون ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر بتوں کی نشاندہی کی تو عمرو بن لحیی وہ بھی نکال لایا اور حج کے زمانے میں مختلف قبائل میں وہ بت تقسیم کر دیئے اور یوں مسجد الحرام کو بتوں سے بھر دیا گیا۔ چنانچہ جب مکہ فتح کیا گیا۔ تو بیت اللہ کے اندر اور ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔[4]

یہودیت:

جزیرہ نمائے عرب میں یہود بھی آباد تھے۔ عرب میں یہود کی آمد دوبار عمل میں آئی۔ 722 ق م میں شاہ اشور سارگون دوم نے شمالی فلسطین کی یہودی ریاست "اسرائیل" کی اینٹ سے اینٹ بجادی تو یہود کو ترک وطن کرنا پڑا۔ پھر شاہ بابل بخت نصر دوم کے ہاتھوں 586 ق م میں یروشلم کی تباہی، ہیکل سلیمانی کی بربادی اور ایک لاکھ یہودی کی عراق جلاوطنی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہود کی ایک جماعت فلسطین چھوڑ کر حجاز کے شمالی اطراف میں آبسی۔ ظہور اسلام کے وقت مشہور یہودی قبائل یہ تھے۔ بنو نضیر، بنو مصطلق، بنو قریظہ اور بنو قنیقاع۔[5]

علامہ سمہودی نے بیان کیا ہے، کہ پہلے اور بعد میں آکر بسنے والے یہودی قبائل کی تعداد بیس سے زیادہ تھی۔[6]

عیسائیت:

بلاد عرب میں عیسائی مذہب کی آمد حبشی اور رومی قبضہ گیروں اور فاتحین کے ذریعے ہوئی۔ یمن پر حبشیوں کا قبضہ پہلی بار 340ء میں ہوا جو کہ 378ء تک برقرار رہا۔ اس دوران یمن میں مسیحی مشن کام کرتا رہا۔ نجران میں عیسائیت کی تبلیغ ایک مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات زاہد جس کا نام فیمیون تھا کے ذریعے سے ہوئی۔ اس کی تبلیغ میں متاثر ہو کر کئی لوگ عیسائیت کے حلقہ بگوش ہو گئے۔[7]

[4]۔ ازرقی، محمد بن عبداللہ، اخبار مکہ وماجاء فیھا من الاثار (دارالاندلس، بیروت، س ن)، ق۱/۱۲۰

[5]۔ فواد حمزہ، قلب جزیرۃ العرب (مکتبہ الثقافہ الدینیہ، ۱۴۲۳ھ)، ۱/۲۵۱

[6]۔ السمھودی، نور الدین علی بن عبداللہ، وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ (مؤسسۃ الفرقان التراث الاسلامی، ۱۴۲۲ھ)، ۱/۳۰۸

[7]۔ ابن ہشام، عبدالملک بن ہشام، السیرۃ النبویہ (شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، مصر، ۱۳۷۵ھ)، ۱/۳۴

یمن میں بھی عیسائیت کو ابرہہ اشرم کے دور میں فروغ حاصل ہوا اس سے پہلے یمنی حکمرانوں میں صرف تبع عبد مکیل نے عیسائیت قبول کی تھی باقی تبابعہ اکثر یہودی اور کچھ ستارہ پرست تھے۔[8]

صابئیت:

صابئین ستارہ پرست قوم تھی۔ عراق وغیرہ کے آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران جو کتبات برآمد ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کلدانی قوم کا مذہب صابئیت تھا۔ دور قدیم میں شام و یمن کے بہت سے باشندے بھی اس مذہب کے پیروکار تھے۔[9]

مجوسیت:

مجوسی مذہب کو زیادہ تر اہل فارس کے ہمسایہ عربوں میں فروغ حاصل ہوا مثلا عراق عرب، بحرین اور خلیج عربی کے ساحلی علاقے۔ ان کے علاوہ یمن پر فارسی قبضے کے دوران میں بھی وہاں اکا دکا افراد نے مجوسیت قبول کی۔[10]

دیگر مذاہب:

مذکورہ بالا مذاہب کے علاوہ عرب میں کچھ مزید اعتقادات و مذاہب کے لوگ موجود تھے۔ ان میں دہریت عقائد کے لوگ بھی تھے جنہوں نے مشرکانہ عقائد کو ماننے سے انکار کر دیا تھا وہ خدا اور حشر ونشر کے بھی منکر تھے۔ جزا وسزا کے بھی قائل نہ تھے بلکہ دنیا کو ہی ازلی وابدی خیال کرتے تھے۔ بعض لوگ عرب میں کاہن تھے جو اسرار کے جاننے اور غیبی خبروں پر اطلاع رکھنے کے دعویٰ دار تھے۔[11]

قبل از بعثت عرب میں موجود مذاہب میں کوئی ایک مذہب بھی حقیقی معنوں میں توحید پر قائم نہ تھا۔ مشرکین مکہ دین ابراہیمی کا دعویٰ تو کرتے تھے لیکن عملا شرک وبت پرستی میں مبتلا تھے۔ یہودی مذہب محض ریاکاری اور تحکم بن گیا تھا

---

[8]. ندوی، سلیمان، تاریخ ارض القرآن کامل (دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۷۵ء)، ۲۳۴/۱

[9]۔ مبارکپوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم (دارالہلال، بیروت، س ن)، ۳۳/۱

[10]۔ ایضاً۔

[11]۔ صدیقی، محمد نعیم، تاریخ عالم اسلام (مکتبہ دانیال، لاہور، س ن)، ۶۷/۱

اور یہودی پیشوا اللہ تعالیٰ کی بجائے خود ربّ بن بیٹھے تھے اور لوگوں پر اپنی مرضی چلاتے تھے۔ عیسائیت بھی ایک ناقابل فہم بت پرستی بن چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ اور انسان کو عجیب طرح سے خلط ملط کر دیا تھا۔ مجوسیت و صابئیت میں بھی شرک کا عنصر نمایاں تھا۔

قبل از بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماجی مقام:

انبیاء کرام علیہم السلام پیدائشی طور پر اللہ کے چنے ہوئے اور برگزیدہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ اعلان نبوت چالیس سال کے بعد فرماتے ہیں لیکن نبی یا رسول وہ پہلے سے ہی ہوتے ہیں۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: مَتَى كُنْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ: كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ.[12]

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی کب بنے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: میں اس وقت سے نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے یعنی ابھی آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی نہیں ہوئی تھی اور میں اللہ کا نبی بن چکا تھا۔"

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماج میں مقام بچپن ہی سے نہایت اعلیٰ وارفع تھا۔ پیدائش کے وقت حضرت آمنہ کا مشرق ومغرب کو روشن دیکھنا، بیت اللہ کا نور سے معمور ہو جانا۔ غیبی آوازوں کا آنا۔ یہودیوں کی چیخ وپکار، ستاروں کا جھک جانا، کسریٰ کے محلات میں زلزلہ، ایران کے آتش کدہ کا بجھ جانا، انتہائی طہارت ونظافت کے ساتھ اور ختنہ کیے ہوئے اور ناف بریدہ ہوئے پیدا ہونا۔ یہ وہ تمام واقعات تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم ہونے کی عکاسی کر رہے تھے۔[13]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کا انتخاب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کی دلالت ہے کہ ایسے عظیم نام کائنات میں کسی اور کے حصہ میں نہ آئے تھے۔

---

[12]۔ ابن ابی شیبہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، المصنف فی الاحادیث والآثار (مکتبہ الرشد، ریاض، ۱۴۰۹ھ)، حدیث: ۳۶۵۵۳

[13]۔ حلبی، علی بن ابراہیم، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ (دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۷)، ۷۸/۱

شیر خوارگی کے لئے بنو سعد یعنی سعادت مند قبیلہ کی حلیمہ یعنی حلم و برداشت والی دایہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انتخاب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کی واضح عکاسی ہے۔[14]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کچھ زیادہ ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ماں حلیمہ کی بکریاں چرانے جب تشریف لے جاتے تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریوں کا سیر ہو جانا اور باقی لوگوں کی بکریوں کا معاملہ ان سے جدا ہونا بھی محض کوئی اتفاق نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے غیبی نظام کے ذریعے سے لوگوں کو یہ پیغام دیا جارہا تھا کہ یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کائنات کے دولہا ہیں۔ دوپہر کے وقت مویشی چرانے جاتے تو بادل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ فگن ہوتے۔[15]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے عدل و مساوات کے ایسے علمبردار تھے کہ جب حلیمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی چھاتی کے دوسرے اطراف بھی دودھ دینا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عدم مساوات سمجھتے ہوئے منہ موڑ لیا۔[16]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے دادا عبدالمطلب کی پرورش میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا آپؐ سے بہت پیار فرماتے تھے اور یہ جان چکے تھے کہ میرے یہ پوتے کائنات کے عظیم ترین انسان ہیں۔ چنانچہ عبدالمطلب کا یہ عقیدہ بن چکا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کام کے لئے بھیجا جائے وہ کام ضرور ہو جاتا ہے۔[17]

---

[14]۔ نیشاپوری، عبدالملک بن محمد، شرف المصطفیٰ (دار البشائر الاسلامیہ، مکہ، ۱۴۲۴ھ)، ۱/۴۷۳

[15]۔ شامی، محمد بن یوسف، سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۴ھ)، ۱/۳۸۸

[16]۔ حلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ، ۱/۱۳۲

[17]۔ محسن فارانی وآخرون، اللؤلؤ المکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا (دار السلام ریسرچ سنٹر، ریاض، س ن)، ۲/۱۶۶

کسی بھی سماج یا معاشرہ میں اس شخص کو عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جو خدمت کا جذبہ رکھتا ہو۔ چنانچہ اسی جذبہ کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے چچا ابوطالب کی زیر کفالت آئے تو ان کی مدد اور خدمت کی غرض سے ان کی بکریاں اور اونٹ چرایا کرتے تھے۔[18]

کعبہ عربوں کا قومی اور مذہبی نشان تھا اور کعبہ کی تعمیر میں حصہ لینا سعادت اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ جب سیلاب اور بارش سے بچانے کی غرض سے کعبہ کی تعمیر کی گئ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنے بچپنے کے اس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر شریک ہوئے اور شوق کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بڑے پتھر اپنے کندھے پر اُٹھا کر کعبہ کی دیوار تک پہنچا دیتے تھے۔[19]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے شرم وحیا کے پیکر تھے اور کسی قسم کی بھی گندی مجالس میں کبھی شرکت نہ فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف اپنے علاقے میں بچپن ہی سے قدر و منزلت حاصل تھی بلکہ جہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت کے گن گائے جانے لگے۔ بارہ سال کی عمر مبارک میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے ساتھ ملک شام کا سفر فرمایا تو جب بصریٰ کے قریب پہنچے تو وہاں ایک جرجیس نامی راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تورات میں موجود آخری نبی الزمان کی نشانیوں کے توسط سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور آپ صلی اللہ علیہ کے چچا کو منع فرمادیا کہ اس بھتیجا کو آگے ملک شام کی طرف نہ لے جائیں کیونکہ وہاں یہودیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت مشکل ہو جائے گی۔ راہب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام رفعت و بلندی سے پوری طرح واقف تھا اور جب ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس بھیج دیا تو راہب نے ناشتہ کے لیے روٹی اور زیتون کا تیل ساتھ دے دیا۔[20]

18۔ محسن فارانی، اللؤلؤالمکنون سیرت انسائیکلوپیڈیا، ۱۶۴/۲

19۔ حلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ، ۲۰۵/۱

20۔ حلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ، ۱۹۵/۱

عرب معاشرہ میں جرات و بہادری کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچاؤں کے اسرار پر حرب فجار میں شرکت فرمائی لیکن قتال نہیں فرمایا۔[21] کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین تھے۔

صلحاء کی کوششوں کو بھی معاشرہ میں عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرب فجار کے بعد حلف الفضول کے معاہدہ کی تجدید میں بھی شرکت فرمائی۔[22]

قریش کے شرفاء کا سب سے باعزت پیشہ سوداگری اور تجارت تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاروبار سنبھالنے کے قابل ہوئے تو اسی معزز پیشہ کو اختیار فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکی، سچائی اور اچھے برتاؤ کی ہر طرف شہرت تھی اور معاہدہ کی پاسداری کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاشرہ میں صادق وامین کے القابات سے موسوم ہوگئے۔ وعدہ کی اتنی پاسداری کرنے والے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارت کے ساتھی عبداللہ بن ابی حمساء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ معاملہ طے کیا اور کہا کہ میں باقی معاملہ واپس آکر طے کرتا ہوں اور میں چلا گیا اور بھول گیا اور تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو واپس آکر دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتظار فرمارہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتھے پر کوئی بل نہ تھا۔[23] عبداللہ بن ابی حمساء کا پورا نام عبداللہ بن ابی حمساء العامری تھا اور آپ کا تعلق بنو عامر صعصعۃ سے تھا اور قبیلہ بنو عامر کے لوگ قبل از بعثت بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔[24]

حکم یا ثالث کو معاشرہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے چنانچہ تعمیر کعبہ میں حجر اسود کی تنصیب کا معاملہ پیش آیا اور جنگ وجدال کے خطرات منڈلانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانشمندانہ فیصلہ نے فریقین کو لڑائی سے بچالیا۔[25]

---

[21]۔ ایضاً، ۱/۱۸۵

[22]۔ ایضاً، ۱/۱۹۰

[23]۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، باب فی العدۃ (دار الفکر، بیروت، س ن)، حدیث: ۴۹۹۶

[24]. accessed July 5, 2020,https://en.m.wikipedia.org/wiki/Banu_%27Amir.

[25]۔ مدنی، محمد بن اسحاق، سیرت ابن اسحاق (کتاب السیر والمغازی) (دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۸ھ)، ۱/۱۰۸

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مکہ میں انتہائی اہم مقام حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا طیبہ اور طاہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ مکہ کی انتہائی مالدار خاتون بھی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر آپ کے غلام میسرہ کو ساتھ لیے جب ملک شام جارہے تھے تو راستہ میں نسطورہ نامی ایک راہب سے ملاقات ہوئی اور اس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری الزمان نبی ہونے کی دلائل کی روشنی میں گواہی دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ منافع لے کر جب واپس مکہ تشریف لائے تو عفت و پاکدامن طاہرہ و طیبہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیجوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورہ سے یہ پیغام قبول فرمالیا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا ورنہ مکہ کے اور لوگوں کے نکاح کے پیغامات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مسترد کر چکی تھیں۔[26]

دیگر مذاہب کے ساتھ سماجی تعلقات:

جزیرہ نمائے عرب جہاں آفتاب نبوت کی پہلی کرن چمکی، اس دور سے گزر رہا تھا جو تاریخ میں "عہد جاہلیت" کے نام سے مشہور ہے۔ علم جو تہذیب کی اساس ہے وہ عربوں کے ہاں مفقود تھا۔ اس کے برعکس جہل اور اکھڑ پن ان کا سرمایہ فخر ومباہات تھا۔ اسی اکھڑ پن اور جہالت پر فخر کرتے ہوئے ایک جاہلی شاعر عمرو بن کلثوم کہتا ہے۔

أَلا لا يَجهَلَنْ أَحَدٌ عَلَينا، ... فَنَجهَلَ فَوقَ جَهلِ الجاهلينَا۔[27]

"خبردار! ہم سے کوئی اکھڑ پن یعنی جہالت نہیں کرسکتا اگر کرے گا تو ہم جاہلوں سے بھی زیادہ جہالت دکھا سکتے ہیں۔"

عربوں کی طبعی ونسلی خصوصیات ہی علوم وحکمت کے لیے سازگار نہ تھیں اور عرب علم وہنر میں سب سے زیادہ بے بہرہ تھے۔ وہ سب تہذیب وتمدن سے عاری تھے۔ شہری اور تمدنی زندگی سے کوسوں دور تھے۔ خطہ عرب کے ہمسایہ ممالک انہیں بڑی نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ غرض ان میں تمام سماجی ومعاشرتی برائیاں بدرجہ اتم موجود تھیں، لیکن ان سب کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ اپنے بچپن اور جوانی میں تعلقات استوار رکھے اور ایسے

---

[26]۔ حلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ، ۱۹۹/۱

[27]۔ قریشی، محمد بن ابی خطاب، جمھرۃ اشعار العرب (نھضۃ مصر للطباعۃ والنشر والتوزیع، س ن)، ۸۷/۱

معاشرے میں ایک مثال قائم کی جو رہتی دنیا تک یاد رکھی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات وروابط کئی حوالے سے تھے جن میں چیدہ چیدہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ اخلاقی روابط و تعلقات:

کسی بھی معاشرہ میں تعلقات کو پروان چڑھانے میں اخلاق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ شرم وحیا اخلاق کا بلند ترین مرتبہ ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجرت پر بکریاں چرایا کرتے تھے ایک مرتبہ بکریاں نہ ملیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر کے ساتھ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن کے اونٹ اجرت پر چرائے۔ جب مدت اجارہ ختم ہو گئی تو ان کا کچھ پیسہ اونٹوں کی مالکن کے ذمہ رہ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی اس خاتون کے پاس جا کر بقیہ اجرت کا تقاضہ کرتا۔ ایک دن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ آپؐ بھی چلیں نا اور اس خاتون سے مزدوری کا مطالبہ کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تو اس سے پیسہ مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی گیا تو اس خاتون نے پوچھا" این محمد" (محمدؐ کہاں ہے؟) تو ساتھی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم والا جواب سنایا تو کہنے لگی۔

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَشَدَّ حَيَاءً وَلَا أَعَفَّ۔[28]

میں نے (ان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر کوئی حیادار اور پاک دامن نہیں دیکھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنوزہرہ سے تھا۔ بنوزہرہ کے لوگ قبل از بعثت بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔[29]

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاقی ربط و تعلق تھا کہ اپنے متعلقین سے کہ اپنا حق وصول کرنے میں بھی اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا۔

[28]۔ طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر لطبرانی، (مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ، ۱۴۱۵ھ)، حدیث: ۱۸۵۸

[29] . accessed July 5, 2020,https://en.m.wikipedia.org/wiki/Banu_Zuhrah.

2۔ معاشرتی روابط و تعلقات:

قبل از بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاشرتی معاملات میں بھرپور حصہ لیا کرتے تھے اور معاشرہ کی اصلاح و بہتری کے لئے ہر ممکنہ کوشش فرماتے تھے۔ مظلوموں کو مدد اور محتاجوں کی اعانت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شغف رہا ہے، مکہ مکرمہ کی زندگی میں جب ایک مظلوم نے مدد کے لیے خانہ کعبہ کے پاس فریاد کی تو اس کی مدد کے لیے چند دیگر افراد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھڑے ہوئے، عبداللہ بن جدعان کے گھر میں انھوں نے باہم مشورہ کرکے ایک جماعت بنائی اور یہ عہد کیا کہ مکہ میں جس شخص پر بھی ظلم کیا جائے گا ہم سب اس مظلوم کی مدد کریں گے۔ یہ معاہدہ تاریخ میں "حَلَفُ الفُضُول" کے نام سے سنہرے حروف میں لکھا گیا ہے۔ چنانچہ حلف الفضول کے معاہدۃ کی تجدید کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نوجوان مسلح دستہ کا حصہ بھی بنے جو مظلوم لوگوں کی مدد و نصرت کیا کرتے تھے۔

ایک بدو جنوبی علاقہ سے فریضہ حج ادا کرنے کے لئے آیا تو اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی۔ مکہ کے ایک تاجر نے اس کی بیٹی کو اغوا کر لیا۔ وہ مسافر بے چارہ بے یار و مددگار تھا، چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشی نوجوانوں کو جمع کیا اور کعبہ شریف کے پاس جمع ہو کر ان سب نوجوانوں نے ان الفاظ میں حلف لیا۔

نقسم ان لخمی المظلوم حتی یستعید حقه من الظالم و نقسم ان لایکون لناهدف معین من ورائ هنا العمل ولا یهمنا ان یکون المظلوم فقیرا اوغنیا۔[30]

"ہم قسم اُٹھاتے ہیں کہ ہم مظلوم کی مدد کریں گے یہاں تک کہ ظالم سے وہ اپنا حق واپس لے لے اور ہم قسم اُٹھاتے ہیں کہ اس حلف سے اس کے بغیر ہمارا کوئی مقصد نہیں ہوگا۔ ہم اس بات کی پرواہ نہیں کریں گے کہ مظلوم غنی یا فقیر۔"

یہ قسم اُٹھانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ تھے۔ مزید اپنے وعدہ و قسم کو پختہ کرنے کی خاطر حجر اسود کو زمزم کے پانے سے دھو کر اس پانی کو پی لیا جو کہ وعدہ پر پختہ رہنے کی علامت تھا۔ اس کے بعد اس ظالم تاجر کے گھر کا گھیراؤ

30۔ ازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء النبیؐ (ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۵ء)، ۱۲۳/۲

کیااور اسے مجبور کر دیا کہ وہ لڑکی اس کے باپ کے حوالے کر دے اس طریقے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل لوگوں کو معاشرتی حقوق دلوانے میں مدد فرمائی۔

معاشرہ میں رہتے ہوئے عموماً کسی نہ کسی بات پر کسی نہ کسی کے ساتھ اونچ نیچ ہو جاتی ہے اور کبھی کبھار لڑائی تک بھی نوبت جا پہنچتی ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سیرت نگاروں نے لکھا ہے:

مَا رُؤِيَ مُلَاحِيًا أَحَدًا وَلَا مُمَارِيًا أَحَدًا۔[31]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سے لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھا گیا۔"

حق رسانی میں پیش پیش اور حق طلبی میں پیچھے رہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیاض طبیعت کا خاصہ تھا۔ کسی شخص کا کسی خاص لقب سے مشہور ہو جانا یوں تو نہیں ہوتا بلکہ یہ چیز طویل تجربے اور بار بار کے مشاہدے اور آزمائش کے بعد ہوا کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف "صادق وامین" کا مکہ کے جاہلی، غاصبانہ اور ظالمانہ معاشرہ میں زبان زد خاص و عام ہو جانا اس وقت کی کوئی اندھی عقیدت و تقلید کی بنیاد پر نہ تھا بلکہ یہ ایک حقیقت تھی جس کا مشاہد وہ لوگ ایک بار نہیں بیسیوں بار کر چکے تھے۔

لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاامتیاز مذہب ورشتہ ہر کسی کے ساتھ حسن معاشرت کا معاملہ کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ سے جب ان کے چچا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رویہ کے متعلق دریافت کیا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يؤثرني على أهله وولده، ورزقت منه حبا فلا أصنع إلا ما شئت۔[32]

" وہ مجھے اپنے اہل وعیال اور آل اولاد سے مقدم سمجھتے ہیں۔ میرے ساتھ انتہائی محبت فرماتے ہیں، کام کا بھی کوئی زیادہ بوجھ نہیں اپنی مرضی کے مطابق کام کرتا ہوں"۔

31۔ اصفہانی، احمد بن عبداللہ، دلائل النبوہ (دار النفائس، بیروت، ۱۴۰۶ھ)، ۱/۱۷۰

32۔ حلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ، ۱/۳۸۷

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے چچا کعب اور والد حارثہ بن شرجیل جب حضرت زید رضی اللہ عنہ کو لینے آپ صلی اللہ علیہ کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلامعاوضہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو والدین کے ساتھ جانے کی اجازت دے کر ان کے والدین سے حسن معاشرت کا معاملہ فرمایا لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ نے والدین کے مقابلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دی اور والدین کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنو قلب سے تھا اور یہ قبیلہ قبل از بعثت عیسائی مذہب کا پیروکار تھا۔ قبل از بعثت حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والدین عیسائی مذہب کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ، دحیہ قلبی رضی اللہ عنہ اور کچھ باقی لوگ بھی اسلام لائے تھے جبکہ اکثر بنو قلب 632 عیسوی تک عیسائی مذہب پہ کاربند رہے۔[33]

3۔ معاشی روابط و تعلقات:

معاش کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی ضرورت بنادیا ہے۔ اس لیے کسی بھی معاشرہ میں رہنے والے افراد کو معاشی سرگرمیاں سرانجام دینا ناگزیر ہوتی ہیں۔ اسی سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قبل از بعثت اپنی اور چچا کی ضرورت کی خاطر پہلے بکریاں چرائیں، اونٹ چرانے کو ذریعہ معاش بنایا پھر تجارت کے ذریعے سے معاشی سرگرمیاں سرانجام دیں۔

اونٹ چرانے کے سلسلہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کی بہن سے اجرت نہ مانگنے کے حوالے سے پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لوگوں کے ساتھ معاشی ربط و تعلق کیسا تھا کہ اپنا جائز حق مانگنے میں بھی لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ بارہ سال کی عمر میں چچا کے ساتھ تجارتی سفر میں تجارت کے اصول و ضوابط کے مشاہدات کے مواقع بھی میسر ہوئے اور اس کے بعد بھی کچھ لوگوں کے ساتھ معاشی ربط و تعلقات قائم رہے اور شراکت کی بنیاد پر بھی تجارت فرمائی۔

قیس بن السائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں، میں نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بہتر ساجھی کوئی نہ پایا۔ اگر ہم ان کا سامان لے کر جاتے تو واپسی پر وہ ہمارا استقبال کرکے صرف ہماری خیر و عافیت پوچھتے اور چلے

[33] . accessed July 5, 2020,https://en.m.wikipedia.org/wiki/Banu_Kalb.

جاتے اور بعد میں حساب دینے پر قطعاً تکرار و حجت نہ کرتے۔ حالانکہ دیگر لوگ سب سے پہلی بات صرف اپنے مال کی کیفیت کے متعلق پوچھتے۔ اس کے برخلاف اگر وہ ہمارا سامان لے کر جاتے تو واپسی پر جب تک پائی پائی بے باک نہ کر لیتے گھر تک نہ جاتے اور اسی لیے ہم میں وہ الامین کے لقب سے معروف تھے۔[34]

قیس بن السائب رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو مخزوم سے تھا اور بنو مخزوم قبل از بعث بت پرست یعنی کہ مشرک تھے۔[35]

سفیان بن حرب جو کہ مشرکین مکہ کے سردار ہو گزرے ہیں رشتہ میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا اور سسر بھی تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ قبل از بعثت بت پرست تھے۔

سفیان بن حرب کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قبل از بعثت معاشی تعلق رہا۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس لوگ آتے اور اپنے سامان کے متعلق دریافت کرتے اور قیمت فروخت کے بارے میں پوچھتے تھے۔ سب سے آخر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے پاس آئے اور اپنے سامان تجارت کے بارے میں پوچھنے کے بجائے مجھ سے میرا حال پوچھا، سفر کی تفصیلات دریافت کیں اور واپس تشریف لے گئے حالانکہ میرے پاس ان کا سامان موجود تھا۔[36]

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم معاشی لین دین میں کس قدر کھرے اور دنیا سے بے نیاز تھے کہ جہاں عام تاجر سب سے پہلے اپنے مال کی فکر کرتے تھے وہاں آقا علیہ السلام اپنے ساتھی کا حال پوچھ رہے ہوتے۔

شام کے دوسرے سفر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تجارتی سفر میں شریک تھے اور کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میں گہری دوستی تھی اور ایک دوسرے سے مختلف امور میں باہم مشورہ بھی کیا کرتے تھے۔[37]

34۔ حلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ، ۱/۱۹۳

Makhzum. [35] accessed July 5, 2020,https://en.m.wikipedia.org/wiki/Banu

36۔ گھانچی، محمد عارف، رسول اکرم بحثیت تاجر (محمد عرفان المانی، اردو بازار، کراچی، 1427ھ)، ۱/۲۵

37۔ ندوی، ابوالجلال، فخر موجودات، نقوش رسول نمبر، شمارہ 130 (لاہور، ۱۹۸۲)، ۱/۴۷۵

معاشی ربط و تعلق میں سب سے اہم تعلق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا سے قائم ہوا جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ام المؤمنین بننے کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا قبل از بعثت دین حنیف پہ تھیں اور شرک سے بیزار تھیں البتہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل سے مذہبی رہنمائی لیتی تھیں جو کہ عیسائی مذہب کے بہت بڑے عالم تھے لہٰذا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا رجحان بھی عیسائیت کی طرف تھا۔[38]

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صداقت و امانت کی خبریں عرب کے چار سُو پھیل چکی تھیں، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنا مال تجارت کی غرض سے دے کر ملک شام سفر پر روانہ فرمایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی شریکِ سفر ہوا۔اس تجارتی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امانت ودیانت اور کاروباری سوجھ بوجھ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت وتائید کی بدولت اتنا نفع حاصل ہوا جو پہلے کبھی حاصل نہیں ہوا تھا حتیٰ کہ اس کثیر منافع کو دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کا غلام میسرہ پکار اٹھا۔

يا محمد اتجرنا لخديجة أربعين سنة ما ربحنا ربحا قط أكثر من هذا الربح على وجهك-[39]

اے محمد! (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمیں خدیجہ رضی اللہ عنھا کا کاروبار کرتے ہوئے چالیس سال گزر گئے ہیں مگر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وجہ سے جتنا منافع اس دفعہ وصول ہوا۔اتنا آج تک وصول نہیں ہوا۔

سفر سے واپسی پر میسرہ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حسنِ سلوک، حسنِ تدبیر اور روحانی برکات کی داستان جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کی تو وہ اتنی متاثر ہوئیں کہ اپنی سہیلی نفیسہ کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ قبل از بعثت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ سفر سے واپسی پر اپنے دوستوں کے حالات دریافت فرما کر ان میں سے جو مالی اعتبار سے کمزور ہوتا اس کی مدد فرمایا کرتے تھے۔

4۔ فلاحی روابط و تعلقات:

---

[38] . accessed July 5, 2020,http://www.hajij.com/ur/holy-prophets-wives/item/1426.

[39]۔ حلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ، ۱/۱۹۶

کسی بھی معاشرے میں فلاحی کاموں میں حصہ لینے کو عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بھی قبل از بعثت فلاحی و سماجی روابط تھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلاحی کاموں میں بھر پور حصہ لیتے تھے۔ تعمیرِ کعبہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عمر مبارک 35 سال تھی ۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تعمیر میں بھر پور حصہ لیااور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پتھر اٹھااٹھا کر لاتے تھے۔[40]

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فلاحی روابط اور تعلقات کے بارے میں ابنِ ہشام نے بڑی عجیب بات لکھی ہے کہ منصبِ نبوت پر فائز ہونے سے کچھ سال پہلے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معمول ہو گیا تھا کہ ہر سال کئی کئی دن غارِ حرا میں اعتکاف فرماتے۔اس اعتکاف میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ضرورت مندوں اور محتاج مخلوق کی امداد سے غافل نہ رہتے۔ مہینہ بھر کے لیے گھر سے جو توشہ اور کھانے پینے کا سامان لے کر جاتے وہ اپنے پاس آنے والے مساکین کو کھلا دیتے۔يُطْعِمُ مَنْ جَاءَهُ مِنْ الْمَسَاكِين۔[41]

اندازہ کیجیے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فلاحی روابط کا کہ مشکل میں بھی ان کا خیال فرمارہے ہیں۔اس روایت سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ شہر کے مسکین لوگ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو ماویٰ وملجا سمجھ کر لازماً مشکلات میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف رجوع کرتے ہوں گے۔

مشہور مصری عالم ابو زہرہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لوگوں کے ساتھ روابط کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

" حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر سال رمضان کا مہینہ غارِ حرا میں اعتکاف فرماتے ابتداء بیت اللہ کے طواف سے فرماتے اور بہت سے صدقات کرتے اور (زائرین اور غرباء کو) کھانا کھلاتے بعد ازاں غارِ حرا میں تشریف لے جاتے۔جب یہ ماہ مبارک ختم ہو جاتا تو گھر لوٹتے مگر گھر جانے سے قبل بیت اللہ کا طواف کرتے اور جو کچھ زادِ راہ کھانا واناج باقی رہ گیا

40۔ حلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف سیرت حلبیہ ،۱/۲۰۵

41۔ سیرۃ النبویہ لابن ہشام،۱/۲۳۶

ہوتا اسے صدقہ کرتے اور غرباء اور مساکین کو کھلا دیتے۔ اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے۔[42]

مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم معاشرے میں فلاحی کاموں کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے اور معاشرے میں بسنے والے تمام لوگوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فلاحی اور سماجی روابط و تعلقات مضبوط تھے۔

5: سیاسی روابط و تعلقات:

قبل از بعثت بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملک و معاشرہ میں امن و سلامتی کے داعی تھے اور ظلم و جبر کے خلاف ہر قسم کی سیاسی و سماجی تنظیمات میں شریک رہے۔ مکہ مکرمہ میں مظلوموں کی مدد اور اعانت کے لیے معاہدہ حلف الفضول کی تجدید میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھرپور حصہ لیا۔ حلف الفضول عربوں کا عہد نامہ تھا جس میں اس بات پر حلف اٹھایا گیا تھا کہ مظلوم کی ہر صورت میں مدد کی جائے گی اور اسے حق دلوایا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس معاہدے میں شمولیت اختیار فرمائی اور اس معاہدے کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس معاہدے کے بدلے میں مجھے سرخ اونٹ بھی دیئے جاتے تو قبول نہ کرتا اور اگر اب زمانہ اسلام میں بھی اس قسم کے معاہدے کی طرف بلایا جاؤں تو بھی اس کی شرکت کو ضرور قبول کروں گا۔[43]

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیاسی بصیرت اور دور اندیشی کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تعمیرِ کعبہ کے دوران حجرِ اسود کی تنصیب کے فیصلے سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ تعمیرِ کعبہ کے دوران جب حجرِ اسود کی تنصیب کا معاملہ درپیش ہوا تو قبائل کے درمیان اس مقدس پتھر کی تنصیب پر جھگڑا شروع ہو گیا اور قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو جاتی کہ قریش کے ایک معمر اور سن رسیدہ بزرگ ابو امیہ بن مغیرہ مخزومی نے یہ رائے دی کہ کل صبح کو جو شخص سب سے پہلے مسجدِ حرام کے باب بنی شیبہ سے داخل ہو اُسی کو اپنا حکم یا ثالث بنا کر فیصلہ کرالو۔ سب نے یہ رائے پسند کر لی اور صبح ہوئی تو لوگوں

42۔ ابی زہرہ، محمد بن احمد، خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم (داالفکر العربی، قاہرہ، ۱۴۲۵ھ)، ۲۰۴/۱

43۔ کاندہلوی، محمد ادریس، سیرت مصطفیٰ (الطاف اینڈ سنز، کراچی، س ن)، ۹۵/۱

نے دیکھا کہ حرم میں سب سے پہلے آنے والے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھ کر سب کی زبانوں سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے۔

هَذَا الْأَمِينُ، رَضِينَا، هَذَا مُحَمَّدٌ۔[44]

یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) امین ہیں۔ ہم ان (کے ثالث بنائے جانے) پہ راضی ہیں۔ یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) امین ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی سیاسی بصیرت سے ایسا فیصلہ صادر فرمایا کہ سب قبیلے راضی ہو گئے اور یوں بہت بڑا تنازعہ حل ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم معاشرہ میں بسنے والے تمام لوگوں کے حقوق کے تحفظ کی خاطر ہمیشہ تگ و دو میں رہتے تھے۔

نتائج بحث:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از بعثت حیات طیبہ بھی مکمل اور بہترین نمونہ ہے۔ قبل از بعثت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیگر مذاہب کے ساتھ سماجی تعلقات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کی روشنی میں موجودہ دور میں دیگر مذاہب عالم کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

1۔ جزیرۃ العرب میں مشرکین، یہودی، عیسائی، صابی، مجوسی اور کئی دوسرے مذاہب کے ماننے والے آباد تھے۔

2۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از بعثت معاشرہ میں انتہائی اہم سماجی مقام حاصل تھا۔

3۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل از بعثت بلا امتیاز تمام مذاہب کے لوگوں کے ساتھ اخلاقی روابط و تعلقات استوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مدد و نصرت فرماتے رہے، جیسا کہ حلف الفضول میں بلا تفریق تمام مظلوم لوگوں کی مدد اعانت کی خاطر حلف لیا اور ایک بدو کو تاجر کے ظلم سے نجات دلوائی۔

---

[44]۔ سیرۃ النبویہ لابن ہشام، ۱/۱۹۷

4۔ قبل از بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاشرتی تعلقات میں دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بھی حسن معاشرت کا معاملہ فرماتے، جیساکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد اور چچا کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ فرمایا۔

5۔ کسب معاش میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بلا امتیاز شراکت کی بنیاد پر کاروبار فرمایا کرتے تھے جیساکہ ابوسفیان، قیس بن السائب اور جابر بن سمرہ سے معاشی معاملات میں شراکت فرمائی۔

6۔ فلاح و بہبود کے کاموں میں بھی دیگر مذاہب کے ساتھ مل کر کام فرمایا کرتے جیساکہ تعمیر کعبہ کے موقع ہر مشرکین کے ساتھ مل کر تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔

7۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبل از بعثت سیاسی معاملات میں بھی بلا تفریق مذہب معاملات کو سلجھانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے، جیساکہ حجر اسود کی تنصیب کا معاملہ خوش اسلوبی سے حل فرمایا۔

8۔ عصر حاضر کے مسلمانوں کے دیگر مذاہب کے ساتھ اخلاقی، معاشرتی، معاشی، فلاحی اور سیاسی روابط و تعلقات کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از بعثت کی زندگی نہ صرف بہترین نمونہ ہے، بلکہ حجت بھی ہے۔

9۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مذاہب کے تمام پیروکاروں کے ہر معاملہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

10۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے بھی پوری دنیا کے لیے عموماً اور اہل عرب کے لیے خصوصاً سراپا رحمت تھے۔